السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرے اورایک عرب دوست کے درمیان نماز قصر کرنے کے بارے میں جھگڑا ہوا صورت حال یہ ہے کہ ہم آج کل امریکہ میں قیام پذیر ہیں اور ممکن ہے کہ دو سال تک یہ قیام رہے میں تو نماز پوری پڑھتا ہوں گویا اب اپنے ہی ملک میں ہوں جب کہ میرا دوست نماز قصر پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مسافر ہوں خواہ سفر کی مدت دو سال تک طویل کیوں نہ ہو امید ہے آپ ہمارے اس قصر نماز کے مسئلہ میں دلیل کے ساتھ رہنمائی فرمائیں گے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصل یہ ہے کہ مسافر وہ ہے جسے رباعی نماز قصر کرنے کی رخصت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذا ضَرَبتُم فِى الأَرضِ فَلَيسَ عَلَيكُم جُناحٌ أَن تَقصُروا مِنَ الصَّلوٰةِ ١٠١ ... سورة النساء

"اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو۔" اور یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ تو یہ ہے کہ :

فَلَيسَ عَلَيكُم جُناحٌ أَن تَقصُروا مِنَ الصَّلوٰةِ إِن خِفتُم أَن يَفتِنَكُمُ الَّذينَ كَفَروا ... ١٠١ ... سورة النساء

"تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذاء دیں گے۔"

تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی اس سے تعجب ہوا جس سے آپ کو تعجب ہوا ہے تو میں نے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا :

(ہی صدقة تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقة) (صحیح مسلم)

"یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ فرمایا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے اس صدقہ کو قبول کرلو۔ اور بلا فعل اسے مسافر کے حکم میں شمار کیا جائے گا جو چار دن راتیں یا اس سے کم مدت کے لئے قیام کرے جیسا کہ حدیث جابر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ثابت ہے کہ حجة الوداع کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار ذوالحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ مین تشریف لائے اور آپ نے ذوالحجہ کی چار پانچ چھ اور سات تاریخ کو مکہ ہی میں قیام فرمایا اور پھر آٹھ تاریخ کو صبح کی نماز ابطح میں ادا فرمائی ان تمام دنوں میں آپ نے نماز قصر پڑھی اور یہاں آپ کی اقامت کی نیت تھی جیسا کہ معلوم ہے لہذا ہر وہ شخص جو مسافر ہو اور اس کی اتنی مدت اقامت کی نیت ہو جتنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یا اس سے کم مدت کی نیت ہو تو وہ نماز قصر پڑھ سکتا ہے اور اگر نیت اس سے زیادہ اقامت کی ہو تو وہ پوری نماز پڑھے گا کیونکہ وہ مسافر کے حکم میں نہ ہوگا۔ جو شخص اپنے سفر میں چار دن سے زیادہ اقامت تو اختیار کرلے لیکن اس کی اقامت کی نیت نہ ہو بلکہ اردہ یہ ہو کہ جوں ہی اس کی ضرورت پوری ہوگئی وہ واپس لوٹ جائے گا مثلاً کوئی شخص دشمن سے جہاد کے لئے کسی جگہ مقیم ہو یا کسی کو بادشاہ نے روک لیا ہو یا کوئی کسی مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبو رہو گیا ہو اور نیت یہ ہو کہ جونہی جہاد کا مرحلہ فتح ونصرت یا صلح کی شکل میں مکمل ہو گیا یا جوں ہی اس نے مرض یا دشمن یا بادشاہ یا اپنے سامان تجارت کی فروخت سے فراغت پالی تو وہ واپس لوٹ جائے گا تو اس صورت میں اسے مسافر سمجھا جائے گا اور اسے رباعی نماز کے قصر کی اجازت ہوگی خواہ یہ مدت کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو جائے کیونکہ حدیث سے یہ ثابت ہے کہ فتح مکہ کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں انیس دن قیام فرمایا اور ان دنو ں میں آپ نماز قصر ادا فرماتے رہے اسی طرح عیسائیوں سے جہاد کے لئے آپ نے تبوک میں بیس دن قیام فرمایا اور ان دنوں میں بھی آپ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ نماز قصر ادا فرمائی کیونکہ آپ کی اقامت کی باقاعدہ نیت یہ تھی کہ جوں ہی ضرورت پوری ہوگئی آپ سفر شروع فرما دیں گے !

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج1ص518

محدث فتویٰ